نمبر ۳۶

پردہ۔ عورت کی عزت کا ضامن

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ادارۃ تالیفاتِ اختریہ

hazratmeersahib.com

پردہ

عورت کی عزت کا ضامن

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ

حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی

www.hazratmeersahib.com

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبت ہے — بہ امیدِ نصیحت دوستوں کی اشاعت ہے

محبت تیرا صدقہ ہے ثمر ہے تیرے نازوں کے — جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

یہ انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اپنی حیاتِ مبارکہ میں اپنی جملہ تصانیف پر تحریر فرمایا کرتے تھے۔

احقر کی جملہ تصانیف و تالیفات

مرشدنا و مولانا محی السنۃ حضرت اقدس شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

ضروری تفصیل

نامِ وعظ: پردہ.....عورت کی عزت کا ضامن

نام واعظ: محبی ومحبوبی مرشدی ومولائی سراج المِلّت والدِّین شیخ العرب والعجم عارف باللہ قطب زماں مجددِ دوراں حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وعظ: ۸ شوال ۱۴۰۷، مطابق ۵ جون ۱۹۸۷ء بروز جمعہ

مقام: مسجد اشرف گلشن اقبال کراچی

موضوع: بے پردگی کے نقصانات

مرتب: حضرت اقدس سید عشرت جمیل میر صاحب دامت برکاتہم
خادمِ خاص وخلیفہ مجازِ بیعت حضرت والا

اشاعتِ اوّل: ۱۲ محرم ۱۴۳۶ھ مطابق ۵ نومبر ۲۰۱۴ء

ناشر: اِدارۂ تالیفاتِ اختریہ
بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی

فہرست

عنوانات — صفحہ نمبر

پردہ....عورت کی عزت کا ضامن

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○
وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ ○

(سورۃ البقرۃ، آیت:١٦٥)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا جن لوگوں نے حقائق کو تسلیم کرلیا یعنی اندھیروں میں چمگادڑوں کی طرح ظلمت پرستی نہیں کرتے رہے بلکہ اندھیروں سے نکل کر روشنی اور نور میں آگئے اور مصاحبِ آفتاب ہوگئے۔ چمگادڑ کی دنیا جو ہے وہ اندھیروں سے مانوس ہے اور آفتاب سے اس کو بغض ہے، اسی لئے وہ روشنی میں نہیں رہ سکتا، روشنی کی تابِ نظر بھی نہیں لاسکتا، جہاں روشنی ہوئی اور بھاگا، اور جہاں کہیں اندھیرا ہوتا ہے وہاں پناہ لیتا ہے، سورج کا دشمن ہے، روشنی کا دشمن ہے اور ظلمت پرست ہے۔

اللہ والوں سے نفرت وعداوت رکھنے والوں کی مثال

حضرت جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سورج کی دشمنی سے اس کو تکوینی طور پر یہ ابتلاء دیا گیا ہے کہ اس کی ٹانگ اوپر ہوتی ہے اور سر نیچے ہوتا ہے، الٹا لٹکا ہوا ہوتا ہے اور اس کا ایک ہی منہ ہے، اسی سے کھاتا ہے اسی سے ہگتا ہے، غلاظت بھی اسی منہ سے نکلتی ہے۔ حضرت جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ مثالوں کے بادشاہ ہیں، اللہ والوں کو اللہ تعالیٰ علم لدنی یعنی آسمان

سے علومِ الٰہیہ عطا فرماتے ہیں، دنیا کی ہر چیز میں وہ اللہ تعالیٰ کے راستے تلاش کرتے ہیں، ہر ذرّہ کائنات سے حق تعالیٰ پر دلیل پیش کرتے ہیں اور ہر چیز سے سبق حاصل کرتے ہیں۔ تو فرماتے ہیں کہ دیکھئے روشنی سے دشمنی کی نحوست کی وجہ سے آج چمگادڑ اس عذاب میں مبتلا ہے کہ الٹا لٹکا ہوا ہے اور جس منہ سے کھاتا ہے اسی منہ سے غلاظت بھی نکالتا ہے، تو جو اللہ والوں سے دور ہیں اور اللہ والوں سے نفرت وعداوت، حسد، دشمنی اور بغض رکھتے ہیں اور نور سے ان کو وحشت ہوتی ہے وہ اندھیروں میں لٹکے ہوئے ہیں اور منہ سے گندگی بھی نکالتے ہیں یعنی اولیاء اللہ کی غیبت بھی کرتے ہیں۔

ہمسری با انبیاء برداشتند
اولیاء را ہمچو خود پنداشتند

ابوجہل، ابولہب اور کفار نے نبیوں کے ساتھ برابری کرنی چاہی تھی، اسی طرح بعض لوگ اولیاء اللہ کو اپنی طرح سمجھتے ہیں کہ ہماری بھی ناک ہے، ان کی بھی ناک ہے، ان میں ایسی کیا خاص بات ہے؟

کارِ پاکاں را قیاس از خود مگیر

بدبختی کی علامت

اشقیاء را دیدۂ بینا نبود
نیک و بد در دیدہ شاں یکساں نمود

شقی ضد ہے سعید کی، شقی معنی بدبخت اور سعید معنی خوش بخت، اچھی قسمت والا اور بدبخت انسان کو شقی کہا جاتا ہے، تو جن بدبختوں کو آنکھیں نہیں ملتیں ان کو اچھے برے، سب ایک طرح سے نظر آتے ہیں۔ جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، ارے! یہ بدبختی کی علامت ہے، جس کی قسمت خراب ہوتی ہے، جس پر سوئے قضا مسلط ہوتی ہے، جو حق تعالیٰ کے افضال و الطافِ خاصہ سے محروم

جانیں ہوتی ہیں ان کو اہل اللہ سے بغض وعداوت اور دشمنی ہوتی ہے اسی لیے وہ ان کی غیبت کرتے ہیں۔ ابوجہل کہتا تھا کہ نعوذ باللہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جیسا برا چہرہ ہم نے دنیا میں نہیں دیکھا اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چہرۂ مبارک پر سورج چلتا ہوا نظر آتا تھا یعنی اتنی روشنی نظر آتی تھی۔

قلب سلیم رکھنے والے پر حقائق منکشف ہوجاتے ہیں

تو اصل میں یہ نظر دل کی نظر کے تابع ہے، بصارت بصیرت کے تابع ہے جس کا دل اچھا ہوتا ہے، اس کی آنکھ بھی اچھی ہوتی ہے اور جس کا دل خراب ہوتا ہے اس کی آنکھ بھی خراب ہوتی ہے لہٰذا جن کے دل اچھے ہوتے ہیں ان پر حقائق منکشف ہوجاتے ہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا جن لوگوں نے حقائق کو تسلیم کرلیا یعنی اللہ کو اپنا سب کچھ مان لیا، زمین وآسمان، سورج وچاند کو محض مقناطیسی نظام کے تابع قرار نہیں دیا بلکہ اس حقیقت کو تسلیم کرلیا کہ نظامِ کائنات کا کوئی چلانے والا ہے ان ہی کو خدائے تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔

نظامِ کائنات

اللہ تعالیٰ نے نظامِ فلکیات سے متعلق اپنے چار نام ارشاد فرمائے ہیں، سورج کی رفتار پر، چاند کی رفتار پر، ہم نے چاند کے روٹ (Route) مقرر کیے ہیں:

﴿وَالۡقَمَرَ قَدَّرۡنٰہُ مَنَازِلَ﴾

(سورۃ یٰسٓ، آیت:۳۹)

منزلیں مقرر کی ہیں، ان کی سڑکیں مقرر ہیں:

﴿وَالشَّمۡسُ تَجۡرِیۡ لِمُسۡتَقَرٍّ لَّہَا﴾

(سورۃ یٰسٓ، آیت:۳۸)

اور سورج کی جو رفتار ہے اس کے لئے بھی ہم نے ہر چیز مقرر کی ہے کہ کس طرف سے نکلے گا، آج تک اس میں کوئی فنی خرابی نہیں ہوئی۔ آپ اخبار میں پڑھتے ہیں کہ آج پی آئی اے کی فلائٹ دو گھنٹہ لیٹ ہے، لاہور نہیں جاسکتی موسم خراب ہے، کبھی یہ خبر سنتے ہیں کہ جہاز میں کچھ فنی خرابی ہوگئی ہے، انجینئرز اس کو ٹھیک کررہے ہیں، آج جہاز تین گھنٹے لیٹ ہے، لیکن کبھی آپ نے یہ اعلان سنا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے یہ اعلان فرمایا ہو کہ آج سورج فنی خرابی کی وجہ سے دس گھنٹے لیٹ ہے، ارے دس نہیں کبھی ایک گھنٹہ بھی لیٹ نہیں ہوا اور ایک گھنٹہ بھی نہیں، کبھی ایک منٹ بھی لیٹ نہیں ہوا، کبھی آپ نے سنا کہ سورج چاند میں فنی خرابی پیدا ہوگئی ہے، بہت پرانے ہوگئے ہیں۔ پی آئی اے کے جہاز میں اس لئے بار بار خرابی ہوتی ہے کہ وہ پرانے ہوگئے ہیں مگر یہ بھی تو دیکھئے کہ سورج چاند کتنے پرانے ہیں، کبھی ان میں کسی خرابی کی بات سنی؟

صفت اَلْعَزِیْز کے ساتھ صفت اَلْعَلِیْم نازل کرنے کا ربط

تو اللہ نے اتنا زبردست نظام بنایا ہے اور فرماتے ہیں کہ اس نظام کو چلانے میں میرے چار نام کارفرما ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنی ہر خوبی کا نام رکھا ہوا ہے، جس کے ننانوے نام ہیں اور ہر نام میں ہر صفت کا اظہار ہے، لہٰذا زمین و آسمان، سورج و چاند اور ستاروں کی تخلیق کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝﴾

(سورۃ یٰسٓ، آیت:۳۸)

میں نے سورج اور چاند کے لئے جو رفتار مقرر کی ہے یعنی چاند کا ہر مہینہ کی پہلی تاریخ کو نکلنا، چودہ تاریخ کو پورا ہوجانا، پھر غائب ہوجانا اور سورج کا صبح کو مشرق سے نکلنا اور شام کو مغرب میں ڈوبنا، اس میں ہماری دو صفات کارفرما ہیں

ذٰلِكَ تَقۡدِيۡرُ الۡعَزِيۡزِ الۡعَلِيۡمِ یہ اندازہ کہ سورج اور چاند کی رفتار میں کتنے فاصلے ہوں، ان میں آپس میں کتنی کشش ہو، اس میں دو صفات کارفرما ہیں: عزیز اور علیم۔ عزیز کے معنی ہیں زبردست طاقت والا۔ اللہ چاہے تو حکم ہوجائے کہ سیکنڈوں میں لاکھوں، اربوں ٹن مقناطیس پیدا ہوجائے تو طاقت تو زبردست ہے مگر کتنی مقناطیسی طاقت کی ضرورت ہے کہ سورج اور چاند میں ٹکر نہ لگ جائے، ستارے آپس میں نہ لڑ جائیں، ان میں آپس میں ایکسیڈنٹ نہ ہوجائے اس کے لیے علم کی ضرورت ہے، اس لیے دوسری صفت یعنی علیم کا ظہور ہوتا ہے۔

آپ نے دنیا میں بڑے سے بڑے محتاط رفتار والے جہاز دیکھے ہوں گے جو اپنی سائنس پر ناز کرتے ہیں مگر ان کے بھی ایکسیڈنٹ ہوجاتے ہیں، پائلٹ کتنی ہی ڈگریاں لائے، سائنس کا کتنا ہی ماہر ہو مگر آپ دیکھتے ہیں کہ پھر بھی جہاز تباہ ہورہے ہیں۔ اسی طرح بسوں میں کتنی احتیاط ہوتی ہے مگر پھر بھی دنیا میں ہر جگہ ٹکر ہی ٹکر ہوتی رہتی ہے مگر اللہ والوں کے لئے شکر ہی شکر ہے، دنیا میں ہر طرف ٹکر ہی ٹکر ہے مگر خدا کے عاشقوں کے لئے شکر ہی شکر ہے۔ وہاں ٹکّر ہے ہی نہیں۔

اہل اللہ کا نورِ قلب مرنے کے بعد بھی روشن رہتا ہے

اگر گیتی سراسر باد گیرد
چراغ مقبلاں ہرگز نہ میرد

جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر سارا عالم آندھی سے بھر جائے، گرد و غبار اور طوفان سے بھر جائے، ایسی تیز آندھی چلے جس کے باعث بجلی کے تمام کھمبے گر جائیں، سارا شہر اندھیرا گھُپ اندھیرے میں ڈوب جائے، شہروں میں کہیں بجلی نہ ہو، لیکن فرماتے ہیں ؎

اللہ تعالیٰ کے مقبولین بندوں کے چراغ اس وقت بھی نہیں بجھتے۔ ایک دفعہ بجلی بند ہوئی تو ڈاکٹر عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بجلی تو گئی مگر ہمارے دلوں میں تجلی تو موجود ہے، سبحان اللہ ؎

چراغ مقبلاں ہر گز نہ میرد

یہاں تک کہ جب موت آتی ہے تو ان کی زندگی کا چراغ تو بجھتا ہے لیکن اُن کے باطن میں اُن کی روح کے اندر زبردست چراغ روشن رہتا ہے کیونکہ انہوں نے سورج اور چاند کے خالق کو یاد کیا ہے۔ انہوں نے سورج اور چاند کے پیدا کرنے والے کو اپنے دل میں بسایا ہے۔ سورج اور چاند کے پیدا کرنے والے کو راضی کیا ہے، اپنی خواہشات کا خون کیا ہے، دریائے مجاہدات دریائے خون سے عبور کیا ہے۔

اللہ والوں کے سکونِ قلب کا راز

عارفاں زانند ہر دم آمنوں

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دنیا میں کچھ بھی ہوتا رہے، کتنے ہی زلزلے، تباہی، آفتیں اور بیماریاں آتی رہیں لیکن ؎

عارفاں زانند ہر دم آمنوں

اللہ کے عارفین اور اللہ والے بندے ہر وقت امن وسکون میں ہیں کیونکہ ان حوادث اور آفات کا تعلق زمین و آسمان کے درمیان سے ہے اور انہوں نے مَا فَوْقَ الْفَلَكِ آسمان کے اوپر والے سے رابطہ قائم کیا ہوا ہے یعنی اللہ تعالیٰ سے لہٰذا ان کے قلب کو اطمینان ہی اطمینان رہتا ہے۔ حضرت جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ اپنی صدی کے سید العارفین، بلکہ قیامت تک جتنے عارفین ہیں سب ان سے فیض اٹھاتے رہیں گے۔ تو عارفین جو ہر وقت امن وسکون میں

ہیں اور دنیا کے حوادث ان کے سکون کو ضائع نہیں کرتے اس کی وجہ بیان کرتے ہیں۔

عارفاں زانند ہر دم آمنوں
کہ گذر کردند از دریائے خوں

کہ انہوں نے دریائے خون سے عبور کیا ہے، اتنے مجاہدات کئے ہیں کہ جن کی برکت سے ہر وقت اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کے سائے میں رہتے ہیں۔ آفتاب ان کو گرم نہیں کرسکتا یعنی دنیا کے حوادث ان کو متاثر نہیں کرسکتے، آفتاب سے ان کا جسم تو گرم ہوجائے گا ورنہ آپ کہیں گے کہ آفتاب کیوں نہیں گرم کرسکتا، ذرا دن کے بارہ بجے باہر نکل کر دیکھیں، تو اللہ والے کا جسم تو گرم ہوگا مگر دل گرم نہیں ہوگا، دل میں ٹھنڈک اور سکون ہوگا، برعکس اس کے وہ لوگ جو اللہ کے نافرمان ہیں ایئر کنڈیشن میں ان کی کھالیں ٹھنڈی ہیں اور دل غم اور پریشانیوں سے گرم ہے۔ اگرچہ بعض سیٹھ حضرات دین دار بھی ہیں، ایمان بھی لائے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کو کم یاد کرتے ہیں تو ان کو بھی حوادث اور پریشانیاں آتی ہیں، تو ایئر کنڈیشن میں باوجود اس کے کہ جسم ٹھنڈا ہے لیکن دل میں پریشانی ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ کو کچھ زیادہ یاد کرلیں، اللہ تعالیٰ سے تعلق کا مقام اولیاء اللہ کی سطح تک پہنچادیں، اتنا زیادہ خدا کو یاد کریں کہ ذکرُ اللہ کے گہرے پانی میں رہیں۔ جو مچھلیاں گہرے پانی میں رہتی ہیں تو اگر اوپر کے حوادث، سورج کی گرم شعاعیں پانی کی اوپر کی سطح کو گرم کرتی ہیں تو مچھلیاں نیچے چلی جاتی ہیں جہاں ٹھنڈا پانی ہوتا ہے۔ اس لیے مولانا رومی نے فرمایا کہ۔

ماہیان قعر دریائے جلال

اللہ والے مچھلیاں ہیں مگر کم پانی والے دریا میں نہیں رہتے، اللہ کے نور کے دریا میں رہتے ہیں۔ نور کے دریا پر مجھے ایک شعر یاد آیا۔

شاہوں کے سروں میں تاجِ گراں سے درد سا اکثر رہتا ہے
اور اہل صفاء کے سینوں میں اِک نور کا دریا بہتا ہے

اسی لئے اللہ والوں کو ہر وقت سکون واطمینان نصیب رہتا ہے، چاہے بظاہر گرمی میں رہتے ہوں یا کسی بھی حالت میں ہوں باطنی طور پر ہر وقت اللہ کی رحمت کے سائے میں ہوتے ہیں، اللہ کے فضل کے سائے میں سانس لیتے ہیں، حق تعالیٰ کی رضا اور خوشی کے سائے میں رہتے ہیں اور یہ خوشی انہوں نے اپنی خوشیوں کو لٹا کر حاصل کی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی خوشی کی قیمت

یہ سمجھ لو کہ اللہ والوں نے خدا کی خوشی کو کس طرح حاصل کیا ہے؟ اپنی خوشیوں کو قربان کر کے اللہ کو خوش کیا ہے۔ ہماری خوشی تو سینما دیکھنے میں ہے، ویڈیو اور ٹیلی ویژن اور عورتوں کو دیکھنا اور اپنی نظروں کو خراب کرنا، جھوٹ بولنا، حرام کمانا لیکن انہوں نے ان خوشیوں کو اللہ تعالیٰ کی خوشی پر قربان کیا ہے، تو اللہ کی خوشیاں انہوں نے اپنی خوشیاں قربان کر کے حاصل کی ہیں جس کو مولانا شاہ محمد احمد صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا۔

خوشی کو آگ لگا دی خوشی خوشی ہم نے

جس خوشی سے اللہ خوش نہ ہوں بندہ کو چاہیے کہ اس خوشی کو آگ لگا دے۔ آپ بتلایئے! ایک ہماری خوشی ہے ایک اللہ کی خوشی ہے کون سی خوشی قیمتی ہے؟ بندہ کی خوشی قیمت والی ہے یا اللہ کی خوشی قیمت والی ہے؟ جس کے لیے انبیاء کرام کے سر کٹتے ہیں، نبیوں کے خون بہتے ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوتے ہیں، ایسی قیمتی ذات کے لئے آج ہم معمولی معمولی خوشیوں کو قربان کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں، کہتے ہیں کہ نظر بچانے سے تکلیف ہوتی ہے، رشوت نہ لیں تو پھر کیسے گذارہ ہوگا، انڈا مکھن کیسے کھائیں گے، سوکھی روٹی کھانی پڑے گی، غیبت

نہ کرنے سے، ٹیلی ویژن کے پروگرام نہ دیکھنے سے زندگی بے کیف ہوجاتی ہے، ٹائم کیسے پاس ہوگا، لیکن آج ٹیلی ویژن کی لعنت کی وجہ سے، پروگرام کے لالچ میں لوگ رات بارہ، ایک بجے تک بھی نہیں سورہے ہیں۔

عشاء کی نماز کے بعد جلد سونے کی تلقین

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ..... لَا يُحِبُّ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَلَا الْحَدِيْث بَعْدَهَا

(بخاری شریف ج۱، ص۱۰۶، باب القرأة فی الفجر)

حدیث میں آتا ہے کہ عشاء کے بعد بغیر ضرورتِ شدیدہ کے جلد سونا چاہئے یعنی کوئی شدید ضرورت ہو جیسے دین کا کوئی کام ہو، کوئی مہمان آ گیا ہو، تو شدید ضرورت کے بغیر نمازِ عشاء کے بعد کسی قسم کی قصہ گوئی، پروگرام، کہانیاں وغیرہ مت سنو، اور عشاء پڑھتے ہی فوراً سو جاؤ۔ جو عشاء کے بعد جلد سوئے گا وہ جلد اُٹھے گا اور فجر کی نماز جماعت سے پڑھے گا۔

فجر اور عصر کی نماز پابندی سے پڑھنے کا انعام

اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ .... فَاِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ لَّا تُغْلَبُوْا عَلٰى صَلٰوةٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا فَافْعَلُوْا ...الخ

(بخاری شریف، ج۱، ص۷۸، باب فضل صلوٰۃ العصر، مشکوٰۃ ص۵۰۰، باب رویۃ اللہ تعالیٰ)

بخاری شریف کی حدیث ہے کہ جو شخص فجر کی نماز اور عصر کی نماز پابندی سے پڑھے گا اس کو اللہ تعالیٰ کی زیارت نصیب ہوگی اور اس طرح نصیب ہوگی جیسے بغیر جھگڑا لڑائی کے چاند کو دیکھتے ہیں۔ صحابہ کرام نے پوچھا تھا کہ جنت میں اللہ تعالیٰ کے دیدار کے لیے اژدھام ہوگا، دھکے لگیں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس دن چودہ تاریخ کا چاند ہوتا ہے کیا تم اس کو دیکھتے وقت

آپس میں لڑائی کرتے ہو یا آرام سے دیکھ لیتے ہو؟ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ ہم تو آرام سے دیکھتے ہیں، فرمایا کہ ایسے ہی اللہ تعالیٰ کی زیارت نصیب ہوگی۔

ایک اشکال اور اس کا جواب

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شرح بخاری میں اور دیگر محدثین نے بھی اس حدیث کی شرح میں ایک سوال قائم کیا ہے تا کہ امت کو اس مسئلہ کا علم حاصل ہو جائے۔ سوال یہ ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فجر اور عصر کا نام لیا تو کیا مطلب کہ بس فجر اور عصر پڑھ لے تو اللہ میاں کا دیدار حاصل جائے گا اور مغرب، عشاء اور ظہر کو چھوڑ دے؟ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح بخاری فتح الباری میں اس کا جواب دیا ہے، وہ جواب یہ ہے کہ یہی دو نمازیں مشکل ہیں، فجر کے وقت نیند کا غلبہ ہوتا ہے، عصر کے وقت بزنس گرم رہتا ہے، کاروبار گرم ہوتا ہے، بازار گرم ہوتا ہے اور فجر کے وقت میں نیند کا بازار گرم ہوتا ہے، گرمی دونوں طرف ہے، اِدھر گرما گرم نیند ہے، اُدھر بازار میں دولت کے سکے ہیں، گاہک کھڑے ہیں۔ تو جو مشکل پرچہ حل کر لیتا ہے وہ آسان پرچہ حل نہیں کرے گا؟ جو فجر اور عصر پڑھ لے گا وہ ظہر، مغرب اور عشاء بدرجۂ اولیٰ پڑھ لے گا۔ لیکن ٹیلی ویژن کی لعنت کی وجہ سے آج لوگوں کو فجر کی نمازیں میسر نہیں ہیں، ٹیلی ویژن پر بوکسنگ ہو رہی ہے، کرکٹ میچ ہو رہا ہے، ہندوستان پاکستان کا کرکٹ میچ ہو رہا ہے، عورتیں بھی نامحرم مردوں کو دیکھ رہی ہیں۔ ارے صاحب! کیا کوڑا کرکٹ میں لگے ہوئے ہو، یہ کرکٹ کیا ہے؟ یہ کوڑا کرکٹ ہے، اتنی دیر اللہ کا نام لیتے، تلاوت کرتے، رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجتے۔ اور نیکر پہن کر گھٹنا کھولے ہوئے لوگوں کو ہاکی کھیلتے دیکھنا تو مردوں کے لیے بھی حرام ہے۔

بے پردگی سے خدا کی لعنت برستی ہے

یاد رکھو! ان عورتوں پر اللہ کی لعنت برستی ہے جو اپنے کو بے پردہ دِکھاتی ہیں اور ان مردوں پر خدا کی لعنت برستی ہے جو عورتوں کو بے پردہ دیکھتے ہیں اور اللہ کی لعنت کے معنی کیا ہیں؟ خدائے تعالیٰ کی رحمت سے دوری۔ لعنت کے معنیٰ آپ سمجھتے ہیں جسے ملعون کہا جاتا ہے یعنی جو خدا کی رحمت سے محروم کردیا جائے اور جو اللہ کی رحمت سے محروم ہوگیا اس پر جو عذاب بھی آجائے کم ہے، اس کے گردوں میں پتھری پڑ جائے، بلڈ کینسر ہوجائے، ٹی بی ہو جائے، ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہوجائے غرض جتنے بھی عذاب آجائیں کم ہیں۔ جس سے خدا ناراض ہوگیا اس کو دنیا میں کہیں چین نہیں، یہ نہ سوچو کہ ہمارے بینک بیلنس ہم کو سنبھال لیں گے، یہ نہ سمجھو کہ ہماری بلڈنگ، ہماری کاریں اور ہمارے ایئر کنڈیشنڈ روم ہمیں مطمئن کردیں گے اور ہمارے بہت رشتہ دار ہیں، دس بیٹے ہیں۔ یاد رکھو! جس کو خدا عذاب دینا چاہتا ہے ساری کائنات اس کو بچا نہیں سکتی، جس کو خدا کسی مصیبت میں گرفتار کرنا چاہتا ہے اگر اس کا باپ ڈاکٹر اسپیشلسٹ بھی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو موذی مرض میں مبتلا کرکے ہلاک کرنے پر قادر ہے۔ لکھنؤ کا ایک ڈاکٹر پھیپھڑوں کا اسپیشلسٹ تھا اور اسی بیماری میں مرا، ناظم آباد میں ہارٹ اسپیشلسٹ آیا، مریض کے دل کی رفتار انگلی سے شمار کررہا تھا، اسی وقت اس کا ہارٹ فیل ہوگیا، یہ دل کے ڈاکٹر ہیں، ان کا دل فیل ہورہا ہے، دل کا ڈاکٹر دوسروں کا دل دیکھ رہا ہے اور اپنا ہی دل غائب ہوگیا۔

اللہ تعالیٰ کے مجرم کو کہیں پناہ نہیں مل سکتی

اس پر خواجہ صاحب کا ایک شعر یاد آیا کہ دیکھو! اللہ تعالیٰ کو ناراض کرکے اس بات کا تصور بھی نہ کرو کہ ہم چین سے رہ سکیں گے، نہ خشکی میں نہ تری

میں، نہ سمندر میں، نہ پہاڑوں میں، نہ ریلوں میں، نہ ہوائی جہاز میں، جہاں جاؤ گے خدا کی حکومت ہے، یہ وہ سیاسی پناہ نہیں ہے کہ پاکستان کے مجرم کو کوئی دوسرا ملک سیاسی پناہ دے دے کیونکہ ہمارے ملک کی حکومت کی حدود محدود ہے، اگر کوئی ہمارے ملک میں قتل کر کے چپکے سے بھاگ گیا تو دوسرے ملک والے اس کو پناہ دے دیتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کا مجرم جہاں جائے گا کہیں خدا کی حکومت سے نکل سکتا ہے؟ کوئی ایسا ملک ہے جہاں خدا کی حکومت نہ ہو، جہاں زمین نہ ہو، آسمان نہ ہو لہٰذا اس پر خواجہ صاحب کا شعر یاد آیا ؎

نگاہِ اقربا بدلی مزاجِ دوستاں بدلا
نظر اِک ان کی کیا بدلی کہ کل سارا جہاں بدلا

جو اللہ کو ناراض کرتا ہے، وہ سات کوٹھری میں بھی چھپ کر کوئی گناہ کرے تا کہ کوئی ہماری نافرمانی کو نہ جانے لیکن اللہ تعالیٰ کی ناراضگی وہ چیز ہے کہ وہ سڑکوں پر اس نافرمان کو ہلاک فرمائیں گے، اس کی بیوی اس سے بغاوت کرے گی، بیٹے اس سے بغاوت کریں گے، جدھر جائے گا وہیں مار کھائے گا، یہ تو اللہ تعالیٰ ہم کو مہلت دیتے ہیں، بوجہ حلم و کرم کے تھوڑی سی ڈھیل دیتے ہیں کہ شاید اب توبہ کر لے لیکن اگر مچھلی کے حلق میں کانٹا پھنسا ہے اور وہ بھاگی جا رہی ہے تو یہ نہ سمجھے کہ کانٹے سے آزاد ہے، وہ شکاری کی ڈور کے ماتحت ہے جس وقت چاہے گا موقع دیکھ کے پکڑ لے گا۔

تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے نظامِ فلکیات اور ارضیات میں اپنی دو صفات کے اثرات رکھے ہیں۔ ایک عزیز اور ایک علیم۔ عزیز کے معنیٰ ہیں زبردست طاقت والا یعنی لاکھوں ٹن میگنٹ جتنی طاقت پیدا کرنا اس کے لیے مچھر کے پر کے برابر بھی حیثیت نہیں رکھتا لیکن کتنی مقناطیسی طاقت پیدا کریں یعنی کتنی کشش ہو کہ سورج اور چاند اپنے اپنے دائرہ میں رہیں، آپس میں

ٹکرائیں نہیں اس کا علم ہونا بھی ضروری ہے جس کے لیے اللہ کی صفت علیم ہے۔

ایک منکرِ توحید کا علاج

مولانا ادریس صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک اللہ والا اللہ اللہ کہہ رہا تھا، ایک منکرِ خدا نے کہا کہ حضور! اللہ میاں کہاں ہیں؟ یہ آپ کہاں وقت ضائع کرتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ تم نہیں جانتے اللہ میاں کہاں ہیں؟ اس نے کہا آپ ہی بتاؤ کہ کہاں ہیں؟ کہا کہ یہ سورج، چاند، ستارے، یہ دنیا کون چلا رہا ہے؟ وہی ہمارا اللہ ہے۔ اس نے کہا کہ یہ سب تو میگنٹ سے چل رہے ہیں، ساری دنیا میگنٹ یعنی مقناطیس سے چل رہی ہے۔ انہوں نے مسٹر صاحب کو ایک لاٹھی ماری، تو وہ کہنے لگے کہ جب جواب نہیں آیا تو جہالت کا کام کردیا، آپ نے ہماری پٹائی کردی، لاٹھی چلادی، بزرگ نے کہا کہ میں نے تو لاٹھی نہیں چلائی، تم غلط کہتے ہو، لاٹھی تو میگنٹ سے چلی ہے اس لئے کہ ساری دنیا میگنٹ سے چل رہی ہے، دنیا کا سارا نظام مقناطیسی ہے، تمہاری کھوپڑی میں بھی مقناطیس ہے اور میری لاٹھی میں بھی مقناطیس ہے۔ تمہاری کھوپڑی کے مقناطیس نے میری لاٹھی کے مقناطیس کو اپنی طرف کھینچا ہے جس کی وجہ سے لاٹھی تمہاری کھوپڑی پر لگی، ارے! شکر ادا کرو کہ تمہاری کھوپڑی کی مقناطیسی طاقت زیادہ ہے جس نے میری لاٹھی کو کھینچا ہے کیونکہ ضعیف مقناطیس قوی مقناطیس کی طرف کھنچ جاتا ہے، اگر میری لاٹھی کی مقناطیسی طاقت زیادہ ہوتی تو تمہاری کھوپڑی اُڑ کر میری لاٹھی کے پاس آتی۔ پھر بزرگ نے ان صاحب کو سمجھایا کہ جو لاٹھی میں نے چلائی اور تمہیں لگی، اس لاٹھی کے چلانے والے پر تو تم ایمان لائے اور ساری کائنات کو چلانے والے پر ایمان نہیں لاتے، لاٹھی چلانا مشکل ہے یا سورج و چاند کا نظام

چلانا؟ تب اس نے کہا کہ واقعی! جب ایک لاٹھی اپنے چلانے والے کے بغیر نہیں چل سکتی تو پھر یہ سارا عالم کیسے چل سکتا ہے۔

تو اس نظامِ کائنات کو چلانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی زبردست طاقت اور زبردست علم والی دو صفات یعنی عزیز اور علیم کا ظہور فرمایا، چاند میں کتنی کشش ہونی چاہیے، زمین میں کتنی کشش ہونی چاہیے، نظامِ عالم کو کس رفتار سے چلانا ہے اور کتنے فاصلے پر رکھنا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس کے لیے میرا زبردست علم کارفرما ہے اور ایک جگہ فرمایا:

﴿وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ﴾

(سورۃ یٰسٓ، آیت:۸۱)

میں خلاق ہوں، زبردست پیدا کرنے والا ہوں اور علیم بھی ہوں، تو یہ سارے نظام جو چل رہے ہیں ان میں اللہ تعالیٰ کی یہ دو صفات کارفرما ہیں۔

نظامِ فلکیات وارضیات عقل کی روشنی میں

میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جن لوگوں نے حقائق کو تسلیم کرلیا کہ یہ نظام فلکیات وارضیات، زمین وآسمان، سورج و چاند، پہاڑ وسمندر کسی سائنس دان نے نہیں پیدا کیے، ان سب کو صرف اللہ نے پیدا کیا ہے۔ آج تک کسی نے دعویٰ کیا کہ ہمالیہ پہاڑ ہم نے بنایا ہے؟ بھئی کسی سائنس دان کا قول معلوم ہو تو ہمیں بتادو، کبھی کسی سائنس دان نے کہا کہ سورج میں نے بنایا ہے؟ کسی سائنس دان نے کہا کہ چاند میں نے بنایا ہے؟ تو اللہ بار بار اپنی ملکیت کا اعلان کر رہا ہے، دوسرا کوئی اور اعلان نہیں کر رہا ہے کہ یہ ہماری ملکیت ہے۔ آپ کوئی زمین خریدنے جائیں تو اخبار میں اعلان کرتے ہیں کہ اس زمین کا کوئی اور حق دار ہے تو آکر اعلان کرے اور اس کو دس بیس دن کا موقع دیتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے تو جب سے دنیا قائم کی ہے تب سے موقع دے رہے ہیں، ہر نبی کی زبان

سے اعلان کررہے ہیں کہ زمین ہماری ہے، آسمان ہمارے ہیں، سورج و چاند ہمارے ہیں جبکہ آج تک کسی بھی جھوٹے خدا نے یہ دعویٰ نہیں کیا، شداد، نمرود اور فرعون جیسے باطل خداؤں نے بھی نہیں کہا تھا کہ سورج وآسمان وزمین میں نے بنائے ہیں پھر اس کے بعد عقل کا فیصلہ یہ ہے کہ حقائق کو تسلیم کرلو۔

حقائق تسلیم کرنے کا تقاضا

جب حقائق کو تسلیم کرلیا تو اس کے حقوق بھی ساتھ آتے ہیں، جب حقائق تسلیم کرلیتے ہیں تو اس کے حقوق واجب ہوجاتے ہیں مثلاً ایک شخص ایئرپورٹ پر اپنے باپ کو نہیں پہچان رہا ہے، بچپن میں جب وہ دس سال کا تھا تو اس کا باپ دوسرے ملک چلا گیا تھا، اب بیس سال کے بعد آیا ہے تو بچہ اپنے ابا کو نہیں پہچان رہا تھا، جب اس کے ابا نے کہا کہ بیٹا پانی لاؤ تو اس نے کہا کہ میں اپنے ابا کو تلاش کررہا ہوں، تمہارا بیٹا نہیں ہوں، پھر اس نے کہا کہ یہ میرا سوٹ کیس تو سر پر رکھ لو، اس نے کہا کہ اگر آپ ایسی بات کروگے تو میں آپ پر کیس کردوں گا، آپ مجھے اپنا غلام نہ بنایئے، میں اس وقت اپنے باپ کی تلاش میں مشغول ہوں، اچانک ایک بڑے میاں آتے ہیں اور اس نوجوان سے کہتے ہیں کہ بھئی! تم مجھے جانتے ہو، کہتا ہے کہ ہاں آپ تو ہماری بستی کے بڑے بوڑھے ہیں، ہمارے بزرگ ہیں، تب انہوں نے کہا کہ یہ تمہارے ابا ہیں، جب اس نے اپنے ابا کو پہچان لیا تو فوراً اس کے پیر پکڑ کے رونا شروع کردیا کہ اب تک جو نافرمانی کی، آپ کو پانی نہیں پلایا، آپ کا سوٹ کیس سر پر نہیں رکھا اس کو معاف کردیجئے، ہم نے نہ پہچاننے سے آپ کے حقوق میں گستاخی کی تھی، اب جب حقیقت ہم کو معلوم ہوگئی تو اب حقائق تسلیم کرنے کے بعد آپ کے حقوق میرے سرآنکھوں پر ہیں بلکہ آپ خود بھی بیٹھ جایئے میرے سر پر، آپ تو میرے ابا جان ہیں لیکن میں اس بوڑھے کا

بھی شکریہ ادا کرتا ہوں، اگر آپ ابا سے جان پہچان نہ کراتے تو ہم ابا کی حقیقتوں سے اور ان کی شفقتوں سے محروم رہتے۔ یہ بڑے میاں تو مُعَرِّف ہیں یعنی جان پہچان کرانے والے۔

اللہ والے اللہ تعالیٰ کے عارفین اور مُعَرِّفین ہیں

تو جو لوگ مُعَرِّفین سے یعنی اللہ والوں سے خدا کو پا جاتے ہیں وہ اسی طرح اللہ والوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ اگر ہم اللہ والوں کی جوتیاں نہ اٹھاتے تو اپنے ربا کو نہ پہچانتے، یہ تو ابا کو پہچان کرانے کا شکریہ ادا کر رہا ہے اور اللہ والے ربّا سے جان پہچان کراتے ہیں، اس لیے ان کا نام بھی مُعَرِّف ہے۔ اسی لیے اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿اَلرَّحۡمٰنُ فَسۡئَلۡ بِهٖ خَبِيۡرًا﴾

(سورۃ الفرقان، آیت:۵۹)

رحمٰن کی حقیقتِ شان کسی باخبر سے معلوم کرو۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

اَلْمُرَادُ بِالْخَبِيْرِ الْعَارِفُوْنَ

(روح المعانی ج ۱۹، ص ۳۹)

باخبر کون لوگ ہیں؟ عارفین لوگ ہیں۔ جو خدا کو پہچانتے ہیں، رحمٰن کی شان کو ان سے پہچانو۔ لیکن آج اللہ والوں سے اللہ کی معرفت حاصل کرنے کے بجائے بعض نادان کہتے ہیں کہ آیئے مولانا کچھ تبادلہ خیال کرلیا جائے کہ یہ قربانی کے جانور کو ذبح کرنے سے کیا فائدہ ہے؟ اتنا پیسہ غریبوں کو دے دیا جائے۔

بندگی کی حقیقت

خوب سمجھ لیجیے کہ ان کی عقل سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے زیادہ نہیں ہے، لاکھوں

صحابہ کرام نے لاکھوں قربانیاں کیں مگر انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے لئے گندم کا ذخیرہ نہیں کیا جو بھوک سے بے ہوش ہو جاتے تھے۔ کیا رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ رحم نہیں آیا کہ آج منیٰ کے میدان میں لاکھوں جانور ذبح ہو رہے ہیں، لاؤ اس میں تھوڑے سے ذبح کر کے پیٹ بھر لو اور کچھ جانور ذبح نہ کیے جائیں بلکہ ان کو بیچ کر ان پیسوں سے گندم خرید کر کے غریبوں میں تقسیم کر دی جائے کیونکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیٹ پر دو دو پتھر بندھے ہوئے ہیں۔ ارے میاں! خدا کے حکم کی بھی کوئی اہمیت ہے یا نہیں؟ وہاں تو بھوک والا بھی اللہ کے راستہ میں فدا ہو رہا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ بندگی اسی کا نام ہے کہ اللہ تعالیٰ کا جو حکم ہے اس کو بجا لایا جائے جبکہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے قربانی کرنے حکم بھی دیا ہے اور عمل بھی کر کے دِکھایا ہے۔

دین کے کسی حکم پر تبادلۂ خیال کرنا سخت نادانی ہے

آج احادیث کے اندر موجود ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جانور ذبح کیا تھا لہٰذا اس قسم کے تبادلۂ خیال کرنے والے اپنے ہوش درست کر لیں، یہ دین کی بے قدری ہے۔ جائیداد خریدنے کے لئے کسی آلو بیچنے والے سے تو تبادلۂ خیال نہیں کرتے، جب جائیداد خریدنی ہوتی ہے تو کسی قصائی سے تبادلۂ خیال نہیں کرتے تب تو کہتے ہیں کہ بہت قابل وکیل لاؤ، ایسا نہ ہو کوئی ایسی بات رہ جائے کہ بعد میں میرے مکان پر کوئی دوسرا قبضہ کر لے۔ کیوں صاحب! جب زمین کی رجسٹری ہوتی ہے اور بیس لاکھ کا کوئی مکان لینا ہوتا ہے اس وقت لالوکھیت میں کسی آلو یا سبزی بیچنے والے کے پاس جاتے ہو کہ چلو بھئی! رجسٹری کرا دو، اس وقت کسی کو قصائی یاد آتا ہے کہ چلو بھئی گوشت بیچنے والے! چلو آپ میرے رجسٹری کے کاغذات بنا دو۔

جب کوئی اہم مقدمہ ہو تو اس وقت کیا کہتے ہیں کہ صاحب! جان کا

معاملہ ہے، جان بچانا ہے، اللہ نے پیسہ دیا ہے، کسی بڑے بیرسٹر کو بلاؤ۔ تو اسی طرح ایمان کے معاملہ کو اہمیت دیں، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا اور آخرت کی ساری زندگی کا مسئلہ ہے، وہاں دوزخ یا جنت دو ہی فیصلے ہونے ہیں۔ لیکن آج دین کے معاملہ میں یہ حال ہے کہ ریل کے ڈبہ میں بیٹھے ہیں، نہ جان نہ پہچان اور کہتے ہیں کہ مولانا ذرا تبادلۂ خیال کریں۔ کبھی اس طرح کسی اناڑی کو ذرا نبض بھی دِکھائی ہے؟ وہاں تو کہتے ہیں کہ جان پیاری ہے، فیملی ڈاکٹر کو دِکھاؤں گا جو میرے مزاج سے واقف ہے۔ مگر یہاں ریل میں جو بھی بیٹھا ہوا ہے، اس سے کہتے ہیں کہ آئیں مولانا ذرا اس مسئلہ پر تبادلۂ خیال کریں۔ دین کو ایسا سستا بنا رکھا ہے، کیا بتاؤں کتنا غصہ آتا ہے ایسے نالائقوں پر کہ دین کی قدر سے بالکل ہی نا آشنا ہیں، یہ دین کا مذاق بنانا ہے، آنکھ جب بند ہوگی پھر قبر میں ان کو پتہ چلے گا کہ کیا تبادلۂ خیال ہو رہا ہے۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک شخص نے سرمہ دیا، حضرت نے فرمایا اس کے کیا کیا اجزاء ہیں؟ اس نے کہا حضرت! یہ میرا بہت تجربہ کیا ہوا ہے اور بہت مفید ہے، بس آپ اس کے اجزاء نہ پوچھئے، حضرت نے فرمایا کہ پہلے میں اپنے خاندانی معالج کو اس کے اجزاء بتاؤں گا، جب وہ کہہ دیں گے تب سرمہ لگاؤں گا۔ اس آدمی نے کہا کہ آپ اتنے ناز و نخرے کر رہے ہیں، میں آپ سے پیسے تھوڑی مانگ رہا ہوں، میں تو آپ کو ہدیہ پیش کر رہا ہوں، مفت میں سرمہ دے رہا ہوں۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ معاف کیجئے گا آپ کا سرمہ مفت کا ہے، میری آنکھیں مفت کی نہیں ہیں۔ آج ہم نے ایمان کو مفت کا بنا رکھا ہے۔

بدنظری کرنے سے دل پاک نہیں رہ سکتا

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے علی! اگر کسی نامحرم عورت پر اچانک نظر پڑ جائے تو پہلی نظر تو معاف ہے لیکن اس پر دوسری

نظر ڈالنا بالکل جائز نہیں ہے۔خبر دار! اس سے احتیاط کرو، کیوں صاحب! حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان کیسا تھا؟ آج لوگ کہتے ہیں کہ صاحب! دل صاف ہونا چاہیے اور آنکھیں پاک ہونی چاہئیں یا آنکھیں صاف ہوں اور دل پاک ہو، نظر صاف دل پاک، دل صاف نظر پاک تب تو کوئی حرج نہیں ہے یعنی وہ تمہاری بیوی کو دیکھے تو تم تبادلہ میں اس کی بیوی کو دیکھو، یہ زیادہ اچھا ہے، تم اُدھر لو، ہم اِدھر لیں۔لیکن بتایئے! کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دل صاف نہیں تھا؟ بقول ان مسٹروں کے کہ گویا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دل صاف نہیں تھا نعوذ باللہ۔ یہ آج چودہ سو برس کے بعد جن کی پتلونوں میں کئی کئی چھٹا نک پیشاب جذب ہے، جنہیں استنجاء کرنے کی تمیز نہیں وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جو حکم دیا گیا تھا اس میں گستاخیاں کرتے ہیں، کہتے ہیں اب ان چیزوں کی کیا ضرورت ہے، یہ تو پرانی باتیں ہیں۔ بتایئے! حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایمان کتنا تھا، خود فرماتے ہیں کہ

لَوْ كُشِفَ الْغِطَآءُ مَا ازْدَدْتُّ يَقِيْنًا

(حاشیۃ السندی علی سنن النسائی ج ۲،ص ۲۶۳، باب طعم الایمان)

جب قیامت کے دن جنت اور دوزخ کو دیکھوں گا اور عالم غیب سب سامنے آجائے گا تو مَا ازْدَدْتُّ يَقِيْنًا میرے یقین میں ذرا بھی اضافہ نہیں ہوگا۔جس کا دنیا میں اتنا ایمان و یقین ہو کہ عالمِ غیب، عالمِ شہادت کے لئے فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن جنت اور دوزخ کو دیکھنے کے بعد میرا ایمان بڑھے گا نہیں، اتنا ایمان مجھے، سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے صدقہ میں دنیا ہی میں حاصل ہے۔تو ان کے لئے نگاہ کی حفاظت کا حکم ہو رہا ہے۔

ازواجِ مطہرات کو پردے کا حکم

اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ایمان کیسا تھا؟ جن کے گھر میں نبی کے اوپر قرآن اُترتا تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور صحابیات

ازواجِ مطہرات جن کے گھر میں خدا کا رسول رہتا ہو، جن کے گھر میں حضرت جبرئیل علیہ السلام آتے ہوں، جن کے گھر میں قرآن اترتا ہو، ان سے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے صحابہ! تم ہمارے نبی کی بیویوں سے، ازواجِ مطہرات سے، اپنی ماؤں سے کوئی ضرورت کی بات کرو:

﴿فَسۡـَٔلُوۡهُنَّ مِنۡ وَّرَآءِ حِجَابٍ﴾

(سورۃ الاحزاب، آیت:۵۳)

تو پردے سے سوال کرو، بے پردہ سوال مت کرو۔ ایک نابینا صحابی حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں داخل ہوتے ہیں، ہماری مائیں حضرت میمونہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیٹھی تھیں تو آپ نے فرمایا اِحۡتَجِبَا اے دونوں خواتین! جلدی سے پردہ میں ہوجاؤ۔ انہوں نے عرض کیا یَا رَسُوۡلَ اللہِ! اَلَیۡسَ هُوَ اَعۡمٰی؟ کیا عبداللہ بن ام مکتوم اندھے نہیں ہیں؟ آپ ہمیں ان سے پردہ کیوں کرا رہے ہیں؟ ارشاد ہوا:

((أَفَعَمۡيَاوَانِ أَنۡتُمَا؟ أَلَسۡتُمَا تُبۡصِرَانِهِ؟))

(مشکاۃ المصابیح، کتاب النکاح، باب النظر الی المخطوبۃ، ص ۲۶۹)

تم دونوں تو دیکھتی ہو، کیا تم دونوں بھی اندھی ہو؟ بتائیے! نبی نے نابینا صحابی سے ان کو پردہ کرایا کیونکہ عورتوں پر بھی اپنی نگاہوں کی حفاظت کرنا لازم ہے، قرآن جہاں مردوں کے لیے اعلان کرتا ہے:

﴿يَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِهِمۡ﴾

(سورۃ النور، آیت:۳۰)

مرد اپنی نگاہیں نیچی کرلیں، بے پردہ عورتوں کو نہ دیکھیں وہاں عورتوں کے لیے بھی اعلان کرتا ہے:

﴿يَغۡضُضۡنَ مِنۡ اَبۡصَارِهِنَّ﴾

(سورۃ النور، آیت:۳۱)

عورتیں بھی غیر مردوں کو نہ دیکھیں۔

کوئی عورت اپنے شوہر سے اپنی سہیلوں کے حسن کا ہرگز تذکرہ نہ کرے

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کسی عورت کے لئے جائز نہیں ہے کہ اپنی سہیلیوں کے حسن کی تعریف اپنے شوہر سے کرے۔ دیکھ کو بہشتی زیور میں جس جگہ یہ لکھا ہے کہ شوہر کے ساتھ کس طرح نباہ کیا جائے، وہاں حضرت نے ہدایت فرمائی ہے کہ دیکھو اپنی سہیلیوں کے ناز و نقشے، ان کی آنکھ، ناک، کان اور چہرہ وغیرہ کی اپنے شوہر سے تعریف مت کرو، اس لئے کہ جب تم شوہر کے سامنے اپنی سہیلی کی تعریف کروگی تو ہوسکتا ہے کہ اس کا دل اس پر آجائے پھر تم شوہر کے لیے تعویذ مانگتی پھروگی اور ایسے ہی شوہر بھی اپنی بیوی کو دوسرے مرد نہ دِکھائے، ہوسکتا ہے کہ اس کے دل میں کسی دوسرے لڑکے یا دوسرے مرد کی محبت غالب ہوجائے، پھر تم تعویذ لیتے پھرو کہ صاحب! میری بیوی تو مجھے نگاہ میں نہیں لاتی، میری طرف دیکھتی ہی نہیں۔ تو حضرت نے ان چیزوں کے فتنوں سے بچایا ہے۔

بے پردگی کا وبال

میرے شیخِ ثانی حضرت مولانا ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے مکہ مکرمہ میں مجھ سے فرمایا کہ ہندوستان سے ایک خط آیا ہے، اس میں شوہر نے لکھا ہے کہ بے پردگی کی وجہ سے میری بیوی کو میرے بھائی سے عشق ہوگیا ہے، اب وہ ہر وقت روتی رہتی ہے حالانکہ نماز کی پابند ہے، متقی ہے، اس کو کسی بھی گناہ کا وسوسہ تک نہیں ہے لیکن ہر وقت روتی رہتی ہے، کہتی ہے کہ اب تم میری نظر میں نہیں جچتے ہو اور تم سے بات کرنے کو بھی دل نہیں چاہتا، مجھے تمہارا بھائی پسند آگیا ہے، میں دل کے ہاتھوں مجبور ہوں، مجھے دل پر اختیار نہیں رہا، میں اپنی

اصلاح کرانا چاہتی ہوں۔ حضرت مولانا ابرار الحق صاحب نے فرمایا کہ دیکھو یہ بے پردگی کا عذاب ہے۔

عورتوں کو مردوں کی مشابہت اختیار کرنے پر لعنت آئی ہے

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آج کل کے لڑکوں کو شوق ہے کہ اپنی بیوی دوسروں کو دِکھائیں، اس کے بال کٹوا کر اس کو پرکٹی بنا کر میم صاحب بنا دیں اور دوسروں کو دِکھا کر فخر کریں کہ میں ماڈرن بیوی لایا ہوں۔ اور یہ جو عورتیں ہونٹوں پر سرخیاں لگاتی ہیں، ناخن پالش لگاتی ہیں اسے ہٹائے بغیر تو وضو بھی نہیں ہوتا، اور جو عورتیں بال کٹوا کر مردوں کی شکل بناتی ہیں تو مردوں کی شکل بنانے والی عورتوں پر لعنت کا حکم ہے، یہ حدیث ہے۔ بتایئے بال کٹوا کر مردوں کی طرح پٹّے بال رکھ لیے، مرد شیخ جی ہوگئے، جب عورتوں نے بھی پٹے بال رکھ لیئے تو وہ بھی شیخ جی ہوگئیں، اب ان سے مرید بھی ہوجاؤ۔

عورت کے بے پردہ ہونے پر ایک افسوسناک واقعہ

تو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پرانے زمانہ میں انگریزوں کے دور میں ایک مسٹر صاحب اپنی بیوی کو بے پردہ شملہ پہاڑ پر لے گئے۔ وہاں ایک انگریز افسر تھا، اس کے دو انگریز چوکیدار تھے جو بندوق سے پہرہ دے رہے تھے، ان کی بیویاں لندن میں تھیں۔ تو جب یہ اپنی بے پردہ بیوی کو لے گیا تو وہ دونوں انگریز چوکیدار لڑکی کا حسن و جمال دیکھ کر پاگل ہوگئے، بندوق ان کے ہاتھ میں تھی، شوہر کو بندوق کا ایک کنڈہ لگایا، اس کو بندوق کے زور پر دھکیل کر دور کر دیا اور اس کی بیوی سے زِنا کیا۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر یہ عورت برقع میں ہوتی تو پھر یہاں تک نوبت نہ آتی کیونکہ برقع کے اندر کچھ پتہ نہیں چلتا کہ کیا چیز ہے۔

پردہ کی اہمیت عقل کی روشنی میں

میرے شیخِ ثانی مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ ایک کلو گوشت لے کر آتے ہو تو چیل سے بچانے کے لئے تھیلی میں رکھتے ہو ہاتھ میں لے کر نہیں آتے کہیں چیل جھپٹا نہ مار دے، ایک کلو دودھ خریدتے ہو تو بلی سے بچانے کے لئے اس کو اس الماری میں رکھتے ہو جس میں جالی لگی ہوتی ہے، نوٹوں کی گڈیاں لے کر آتے ہو تو ان کو چھپا کر رکھتے ہو، راستہ میں سب کو دِکھاتے ہوئے لے کر نہیں آتے ہو، حالانکہ نوٹوں کی گڈیاں کوئی اٹھا لے جائے اور واپس کر دے جیسے جیب کترا نوٹوں کی گڈیاں لے گیا اور واپس کر دی، چیل آپ کے گوشت کو اڑا لے گئی پھر واپس کر دیا تو آپ اس کو دھو کر پکا سکتے ہیں، بلی روٹی کاٹ کر کے لے گئی تو ذرا سی روٹی وہاں سے توڑ کر باقی کھا سکتے ہو لیکن اگر کوئی شخص عورت بھگا کر لے جائے تو سارے خاندان میں وہ عیب دار ہو جاتی ہے، سارے خاندان کا سر نیچا ہو جاتا ہے۔ افسوس کی بات ہے کہ آدھا کلو گوشت کو تم چیلوں سے بچاتے ہو، آدھا کلو دودھ کو بلی سے بچاتے ہو، ایک روٹی کی عزت ہے، نوٹوں کی عزت ہے، جیب میں گرما گرم تنخواہ ہے تو جیب پر ہاتھ رکھے رہتے ہیں۔ بس میں ایک صاحب چڑھے اور جیب پر ہاتھ رکھے ہوئے ہیں، ایک صاحب نے پوچھا کہ جیب میں کیا ہے؟ اس نے کہا کہ بھئی! ابھی ابھی تنخواہ ملی ہے اور کراچی کے جیب کاٹنے والے بڑے ماہر ہیں۔ اسلام آباد میں آب پارہ کی جامع مسجد میں نمازِ جمعہ ہو رہی تھی، میرے ایک عزیز بھی اس مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے انہوں نے بتایا کہ ایک شخص کسی کی جیب کاٹ رہا تھا، نماز میں ہاتھ بندھے ہوئے تھے اور وہ ایک ہاتھ سے جیب کاٹ رہا تھا، دوسرے آدمی کو جیب میں چاقو لگتا محسوس ہوا تو اس نے جیب کترے کو وہیں پکڑ لیا۔

عزتِ نسواں کی قیمت

تو دیکھو دوستو! آج نوٹوں کی عزت ہے، انہیں چھپا کر رکھتے ہو، گوشت کی عزت ہے اسے چھپا کر رکھتے ہو، قصائی کے یہاں سے خرید کر چھپاتے ہوئے لے جاتے ہو اور دودھ کی عزت ہے اسے بلی سے بچاتے ہو لیکن عورت کو ارزاں کر رکھا ہے، عورت کو سستا کر دیا، آج پان بیچنے کے لئے بھی عورت چاہیے تاکہ پان زیادہ فروخت ہوں، سرف خریدو تو اس پر بھی عورت کی تصویر ہے کیونکہ سمجھتے ہیں کہ عورت کے بغیر ہمارا مال نہیں بکے گا، انگریزوں کی اس حماقت اور کافروں کے اس پاگل پن کی نقل اب مسلمان کر رہا ہے، وہ بھی چاہتا ہے کہ اس کی اپنی بیوی کی تصویر چائے کے ڈبہ پر اور صابن کے ڈبہ پر آجائے، اور اگر اتنا اختیار نہیں ہے تو کم سے کم اس کا برقع وغیرہ ہی اتار پھینکو اور اسٹیشن پر غیر مردوں کو دِکھاؤ، کیا بے غیرتی ہے، واللہ! شرم آنی چاہیے، ذرا سی بھی حیا اور شرم ہوتی تو وہ ایسی حرکت کرنے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا۔

آج بے حیائی اور بے غیرتی کا نام ترقی ہے

میں نے ہندوستان میں ایسے ہندو راجپوت، ٹھاکر اور زمینداروں کو دیکھا، جب میں ان کے یہاں نبض دیکھنے گیا تو انہوں نے اپنی بیویوں کو کہا پردے میں ہو جاؤ حکیم صاحب آرہے ہیں، آج ہندوستان کے دیہاتوں میں جا کر دیکھو کہ جو دنیاوی لحاظ سے شریف خاندان کی ہیں ان میں تو پردہ ہے ہی مگر ہندو کافر کی جو غریب عورتیں ہیں وہ بھی گھونگھٹ کر کے پانی بھرنے جاتی ہیں لیکن جو مسلمان یہاں کراچی میں رہتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ ترقی ہے، آج اس بے پردگی کا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ پردہ کر کے ہم ترقی یافتہ نہیں ہوں گے، بے حیائی اور بے غیرتی کو ترقی کا نام دیا جاتا ہے۔

ترقی کی دوقسمیں

ڈاکٹرعبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہندوستان میں ایک عورت کواپنی زمین کے سلسلہ میں مقدمہ کے لیے عدالت میں پیشی کے لئے جانا تھا، اس نے کہا کہ ہم کوزمین نہیں چاہیے، ہم عدالت میں نہیں جائیں گے، وہاں جج ہماری آواز سنے گا، ہم بے پردگی نہیں چاہتے۔ اس کے بعد ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پاکستان بننے کے بعد جب وہی عورت اس ترقی یافتہ شہر کراچی میں آئی، اس کا نام ترقی یافتہ شہر ہے۔ دیکھو! ترقی کی دوقسمیں ہیں، ایک تو گوشت بادام اور دودھ پینے سے آدمی تنگڑا ہوتا ہے، گوشت کا یہ اضافہ اور یہ ترقی جو بادام کھانے، دودھ پینے اور وٹامن کھانے سے ہوئی بدن کے لئے صحت مند ہے اور ایک گوشت میں ترقی ہوئی ڈنڈا کھانے سے، مثلاً ایک ڈاکو آیا اس نے بازو پر دس ڈنڈے مارے اب صبح جب اٹھا تو تین انچ گوشت اپنی جگہ سے اٹھا ہوا ہے، اس نے اپنے دوست سے کہا کہ مجھے ڈاکٹر صاحب کے یہاں لے چلو، دوست نے کہا کہ اُدھر کیوں جا رہے ہو؟ اس نے کہا کہ ڈاکٹر سے انجکشن لگوانا ہے، پوچھا کہ کیا بات ہے انہوں نے کہا دیکھتے نہیں ہو کہ گوشت تین انچ سوج رہا ہے، دوست نے کہا کہ یہ تو ترقی ہوئی ہے، تم کہتے تھے کہ ترقی ہونی چاہیے، ترقی ہونی چاہیے، تو جب آپ کے گوشت میں ترقی ہوئی ہے تو آپ ڈاکٹر کے یہاں کیوں جا رہے ہیں؟ تو کہنے لگے کہ یہ صحت مند ترقی نہیں ہے۔ جو اللہ کے غضب کے ساتھ ترقی یافتہ بن رہے ہیں تو خدا کو ناراض کر کے قبر میں جانے کے بعد معلوم ہوگا کہ یہ کون سی ترقی ہے، بے حیائی بے شرمی کا نام ترقی ہے، ساڑھی پہننے والی عورتوں کے پیٹ اور کمر کھلی ہوئی ہے اور موٹر سائیکل پر بیٹھی بھاگی جا رہی ہیں اس کا نام ترقی ہے۔

تو وہ حیادار عورت جس نے ہندوستان میں مقدمہ میں اپنی زمین کو خیر باد کہنے کا اعلان کر دیا اور عدالت نہیں گئی وہ ترقی یافتہ شہر کراچی میں ایمپریس مارکیٹ صدر کی سڑکوں پر بے پردہ پائی گئی، صحبت کا یہ اثر ہوتا ہے، آج وہ صاحبزادے جو اپنی بیویوں کو بے پردہ کرنا چاہتے ہیں، کاش ان کے دلوں میں خدا کا خوف ہوتا تو کبھی اس کام کی جرأت نہ ہوتی اور ان خواتین کی عزت کرتے جو پردے سے رہنا چاہتی ہیں۔

چودہ سو برس پہلے کا اسلام

ہمیں ایسی خبریں ملتی رہتی ہیں کہ جن لڑکیوں نے دینی ماحول میں پرورش پائی، اللہ اور رسول کی محبت ان کے دلوں میں ہے، وہ خدا سے ڈر کے پردہ کرنا چاہتی ہیں مگر شوہر صاحب کے دل میں خدا کا خوف نہیں ہے جیسے ان کو مرنا نہیں ہے، انہوں نے کوئی وٹامن کھایا ہوا ہے جو ان کو موت نہیں آئے گی، وہ اپنی بیویوں کو ڈنڈے مار کر کہتے ہیں تمہیں میرے ساتھ رہنا ہے تو بے پردہ رہو ورنہ طلاق لے لو، ہم تمہارا برقع اتار کر رہیں گے، چوٹیاں کٹوا کر رہیں گے، پرکٹی بنا کر تم کو ایک دم ٹیڈی بنائیں گے، میم بنائیں گے، ہم یہ پرانا سو برس پہلے کا دور نہیں چاہتے۔ بتایئے! اگر آپ کو چودہ سو برس پہلے کا اسلام منظور نہیں ہے تو پھر یہ سورج بھی پرانا ہو چکا ہے اور زمین بھی پرانی ہے، آسمان بھی پرانا ہے، سب چھوڑ دو، ان سے کہیں باہر بھاگ جاؤ، اور بریانی کے لئے پرانے چاول کیوں خریدتے ہو؟ ؎

پرانے چاولوں کو پا نہیں سکتے نئے چاول
پکالے ان سے خشکا پک نہیں سکتی ہے بریانی

دیکھا آپ نے ہر پرانی چیز خراب نہیں ہوتی۔

علماء مسئلہ بتاتے ہیں بناتے نہیں

بہر حال میں یہ عرض کر رہا تھا کہ پردہ کا اور نظر کی حفاظت کا حکم تو قرآن کا حکم ہے، یہ مولویوں کا بنایا ہوا مسئلہ نہیں ہے جیسے لوگ کہتے ہیں کہ ملاؤں نے بنا رکھا ہے بقول حضرت حکیم الامت کے علماء جو ہیں یہ مسئلہ بناتے نہیں ہیں بتاتے ہیں، بناتے میں ایک نقطہ اور لگاؤ، تو علماء قرآن کی آیت سناتے ہیں قُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنِيۡنَ يَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِهِمۡ صحابہ کرام کو حکم ہو رہا ہے کہ نظروں کی حفاظت کرو، صحابہ کرام کو حکم ہو رہا ہے کہ جب نبی کی بیویوں سے ضرورت کی کوئی بات کرو

﴿وَاِذَا سَاَلۡتُمُوۡهُنَّ مَتَاعًا فَسۡـَٔلُوۡهُنَّ مِنۡ وَّرَآءِ حِجَابٍ﴾

(سورۃ الاحزاب، آیت:۵۳)

اے اصحابِ نبی جب تم نبی کی بیویوں سے بات کرو تو پردہ کے پیچھے سے بات کرو۔

ڈاکٹر حضرات کے لیے پردے کے متعلق خصوصی ہدایات

عورتوں کو بے پردہ دیکھنا ڈاکٹر کو بھی جائز نہیں ہے، پردہ گرا کر اندر بٹھانا چاہیے، نبض دیکھو تو ہاتھ اندر کر لیا اور نبض دیکھ لی، ڈاکٹر کے لئے بھی جائز نہیں ہے کسی بالغ لڑکی کے گالوں کو پکڑ کر اس کا دانت نکالے، اس کے لیے بھی جائز نہیں ہے کہ گال کو ہاتھ میں پکڑے، اس کو چاہیے کہ دانت نکالنے کے لئے کوئی عورت رکھے۔ جو اللہ والے ڈاکٹر ہیں وہ اس بات کو فوراً قبول کر لیتے ہیں۔ بمبئی میں ایک ڈینٹسٹ ہیں، میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ایک عیسائی لڑکی آئی تو انہوں نے اس کا گال پکڑا اور دانت نکال دیا میں نے کہا کہ آپ تبلیغ میں چلّے لگا رہے ہیں اور ڈاڑھی بھی ہے، آپ تہجد بھی پڑھتے ہیں لیکن آپ نے یہ جو کام کیا ہے یہ شرعاً جائز نہیں ہے۔ کہنے لگے کہ پھر کیا کرنا چاہیے؟

میں نے کہا کہ تھوڑا سا خرچہ کرو، تھوڑی سی دنیا دو اور اپنے دین کے موتی کو بچالو، کنکر پتھر دے کر موتی بچالو، ایک دو ہزار دے کر کسی خاتون کو رکھ لو، وہ دانت نکال لیا کرے۔ لوگ کہتے ہیں کہ صاحب! میں بزنس مین ہوں، مجھے عبادت کے لیے فرصت نہیں ہے۔ ارے! پانچ ہزار کا جنرل منیجر رکھ لو اور اپنا وقت اللہ کی عبادت کے لئے بچالو۔

خدا کی یاد میں بیٹھے جو سب سے بے غرض ہو کر
تو اپنا بوریا بھی پھر ہمیں تختِ سلیماں تھا

نامحرم عورت کا عکس دیکھنا بھی حرام ہے

دوستو! ٹیلی وژن وغیرہ کیا چیزیں ہیں، اس کا دیکھنا بھی حرام ہے کیونکہ اس میں عورتیں بھی آتی ہیں جن کا دیکھنا نامحرم مردوں کے لیے حرام ہے، لوگ کہتے ہیں کہ یہ عکس ہے تصویر نہیں ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ مردوں کو عورتوں کا عکس دیکھنا بھی حرام ہے۔ ایک آدمی تالاب میں نہا رہا ہے وہاں ایک عورت پانی بھر رہی ہے اور پانی میں اس کا عکس پڑ رہا ہے تو اس کے عکس کو بھی دیکھنا جائز نہیں ہے۔

جاندار کی تصویر کے ہوتے ہوئے نماز نہیں ہوتی

اگر گھروں میں اخبارات میں تصویریں ہیں تو اخباروں کو لپیٹ کر بند الماری میں رکھو ورنہ نمازیں بھی نہیں ہوں گی، جہاں تصویر ہو چاہے سرف کے ڈبہ پر بنی ہو تو اس کمرہ میں نماز جائز نہیں ہے، دُہرانی واجب ہوجائے گی، لہٰذا تمام تصویروں والی چیزوں کو چھپا کر رکھیں، ایسی کتنی چیزیں ہیں لیکن جس کو فکر ہوتی ہے وہ انتظام بھی کرتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جن لوگوں نے حقائق کو تسلیم کرلیا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ ان کے دل میں میری محبت شدید نہیں اشد

ہوتی ہے، جب اللہ تعالیٰ کی محبت اشد ہوجائے گی پھر آپ دنیا والوں سے نہیں ڈریں گے، آپ یہ نہیں سوچیں گے کہ ہم اپنی بیویوں کو پردہ کرائیں گے تو لوگ ہنسیں گے، آپ یہ نہیں سوچیں گے کہ لوگ ہماری بیوی کو ملانی کہیں گے، آپ اس بات سے نہیں ڈریں گے کہ بیویوں کو برقع اوڑھانے سے لوگ ہمیں گھٹیا سمجھیں گے بلکہ آپ کہیں گے کہ دین کے احکامات کو گھٹیا سمجھنے والے خود گھٹیا ہیں۔

دین دار بننے پر لوگوں کا ہنسنا بے وقوفوں کا کام ہے

ایک صاحب نے ڈاڑھی رکھی تو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھا کہ حضرت لوگ مجھ پر ہنس رہے ہیں، میرا مذاق اُڑا رہے ہیں، فرمایا لوگوں کو ہنسنے دو تم کو قیامت کے دن رونا نہیں پڑے گا، آج دنیا کو ہنس لینے دو، ڈاڑھی کی برکت سے قیامت کے دن ان شاء اللہ تم کو رونا نہیں پڑے گا۔ ہنسنے والوں کو ہنسنے دو، نبیوں پر بھی ہنسا گیا ہے، ہنسنا کیا چیز ہے، اگر کچھ نادان بچے ہنس رہے ہوں، اپنے لڈو پر خوشی منا رہے ہوں اور آپ کے پانچ سو کے نوٹ کو حقارت سے دیکھ رہے ہوں تو کیا آپ اپنا پانچ سو کا نوٹ ان بچوں کو دے دو گے؟ یہاں کیوں عقل مند لوگ بن جاتے ہو؟

جادو سے حق نظر نہیں آتا

جن کو اللہ اور اس کے رسول اچھے نہیں لگ رہے ہیں، جن کو سینما اچھا لگ رہا ہے، جن کو ٹیلی ویژن اچھا لگ رہا ہے، جن کو خدا کی نافرمانی اچھی لگ رہی ہے، شیطان نے ان کی آنکھوں پر جادو کیا ہوا ہے۔ مثنوی مولانا روم کا قصہ ہے، مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک شہزادہ کی شادی بادشاہ کی بیٹی سے ہوگئی، اس کی بیوی اتنی خوبصورت تھی کہ جس کمرہ میں رہتی تھی اندھیرے میں اجالا رہتا تھا، چراغ کی ضرورت نہیں ہوتی تھی، اس کے چہرہ پر

اتنی روشنی تھی، آخر وہ بادشاہ کی بیٹی تھی، شہزادی تھی۔ اب اس شہزادہ کے شاہی محل کے سامنے ایک بڑھیا نے جھونپڑا لگالیا جو جادوگرنی تھی، اس نے دیکھا کہ شہزادہ بڑا حسین ہے، میں کس طرح اس کو اپنے پاس بلاؤں لہٰذا اس نے شہزادہ پر جادو کردیا۔ جادو کی طاقت سے باطل حق اور حق باطل نظر آتا ہے۔ اب جادو کی وجہ سے شہزادہ کو بڑھیا بہت حسین لگنے لگی اور خوبصورت بیوی اس کو بری لگنے لگی، جب وہ شہزادی کے پاس جاتا تو وہ اسے ڈراؤنی شکل کی کالی کلوٹی نظر آتی، ایسا لگتا جیسے اسے کھا جائے گی اور جب بڑھیا کے پاس جاتا جو کالی بھی تھی، چیچک رُو بھی تھی، دانت ٹوٹے ہوئے تھے، گال ایک ایک انچ اندر دھنسے ہوئے تھے، جب دانت نہیں ہوتے تو گال اندر دھنس جاتے ہیں۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رات بھر وہ شہزادہ اسی بڑھیا کے پاس رہتا تھا، اس کے ساتھ ایسے رہتا تھا جیسے اس سے بڑھ کر دنیا میں کوئی اور حسین ہے ہی نہیں، اس کے ایک ایک انچ اندر دھنسے ہوئے گالوں کو دیکھ کر اس کے حسن کی داد دے رہا ہے اور ذرا بھی احساس نہیں ہو رہا ہے کہ یہ بڈھی کھوسٹ اسی سال کی بڑھیا ہے، جادو کی وجہ سے حق نظر نہیں آرہا تھا۔

مولانا رومی فرماتے ہیں کہ ایک دن بادشاہ رونے لگا کہ کئی سال ہوگئے میرے شہزادہ کا کوئی بچہ نہیں ہوا، اب تو مجھے دادا بننے کا شوق ہو رہا ہے۔ اب سی آئی ڈی لگوائی گئی تب پتہ چلا کہ یہ تو بیوی کے پاس جاتا ہی نہیں، آپ کہاں سے دادا بنیں گے۔ پھر وقت کے جو اولیاء اللہ تھے، علماء دین تھے وہ بلوائے گئے، بزرگانِ دین کو بلایا گیا تو معلوم ہوا کہ اس پر خطرناک جادو کیا گیا ہے۔ بادشاہ رونے لگا، ان بزرگوں کے پیروں پر تاج رکھ دیا اور کہا کہ کسی طرح سے جادو اُتار دیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام کی برکت سے شہزادہ پر سے جادو اتار دیا۔

جادو اتارنے کا وظیفہ

دیوبند کے صدر مفتی حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی دامت برکاتہم نے میرے شیخ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے مجھ کو ایک وظیفہ عطا فرمایا، حضرت نے ان سے فرمایا تھا کہ بھئی! اختر کو سب کچھ سکھا دو کیونکہ لوگ مجھے تنگ کرتے ہیں اور ہمارے تعویذ وغیرہ یہی لکھتا ہے۔تو مفتی محمود حسن گنگوہی دامت برکاتہم نے فرمایا کہ اگر کسی کو ایک ہزار ایک مرتبہ وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا سے لے کر تَعْقِلُوْنَ تک ایک دفعہ پڑھ کر نمک پر دم کر کے کھلا دیا جائے تو کیسا ہی جادو ہو اُتر جاتا ہے۔ حضرت کی برکت سے لوگوں نے مجھ کو کیا کیا چیزیں عطا فرمائیں۔ایک آدمی نہ پڑھے بلکہ چند لوگ مل کر پڑھ لیں۔

تو جب بزرگوں نے کہا کہ اب شہزادہ پر سے جادو اُتر گیا ہے تو بادشاہ نے پوچھا کہ جادو اُترنے کی علامت کیا ہے؟ بزرگوں نے فرمایا کہ اب جو اس کی حسین بیوی ہے وہ اس کو حسین معلوم ہوگی اور جو اسی سال کی بڈھی کھوسٹ ہے اس کی حقیقت بھی سامنے آجائے گی، شہزادہ وہاں بھی روئے گا اور یہاں بھی روئے گا، یہاں خوشی سے روئے گا کہ ایسی حسین شہزادی کا حق ہم نے کیوں نہیں ادا کیا اور وہاں اس لیے روئے گا کہ میں نے جوانی کہاں ضائع کی، دونوں جگہ روئے گا مگر رونے کی قسمیں الگ الگ ہوں گی۔

اب بادشاہ اپنے بیٹے کو لے کر پہلے شہزادی کے پاس گیا، وہ دیکھتے ہی سر پیٹنے لگا کہ ہائے ایسی پیاری حسین بیوی جس کے حسن کی وجہ سے اندھیرے کمرہ میں چراغ کی ضرورت نہیں رہتی میں نے تین سال سے اس کا منہ بھی نہیں دیکھا، اس کا حق بھی نہیں ادا کیا، میں نے اس کا حق بھی مارا اور اپنی زندگی کو بھی ضائع کیا، اب اس نے ہاتھ جوڑ کر شہزادی سے معافی مانگی کہ مجھے

معاف کردو، میں نے تمہاری ناقدری کی، اللہ نے تمہیں اتنا حسن دیا اور ہم کہاں پھنسے رہے۔ اور جب بادشاہ شہزادہ کو بڑھیا کے پاس لے گیا تو وہ وہاں بھی رویا، اس نے کہا کہ ہائے میں نے جوانی کہاں ضائع کی، کہاں میں اتنا حسین اور کہاں یہ بڈھی، اس کے گال ایک ایک انچ اندر دھنسے ہوئے ہیں، منہ میں دانت نہیں ہیں، منہ پر جھریاں پڑی ہوئی ہیں اور بال سفید ہیں۔

گناہ سے خوشی اور ذکر اللہ سے وحشت شیطانی جادو ہے

آہ! جن کو ٹیلی ویژن، سینما، بے پردہ عورتوں کو دیکھنا، اپنی بیوی کو بے پردہ کرنا، نماز نہ پڑھنا اور جتنے گناہ ہیں ان کا اچھا لگنا، خدا کی یاد سے گھبرانا اور ٹیلی ویژن کے پروگرام سے دل خوش ہونا اچھا لگتا ہے تو سمجھ لو کہ اس ظالم پر بھی شیطان نے جادو کر دیا ہے، اس کو باطل اچھا لگ رہا ہے اور حق سے دل گھبرا رہا ہے۔ حجن صاحبہ حج بھی کر آئیں اور تسبیح بھی پڑھتی ہیں مگر اس کو غیرت نہیں آتی کہ میں کیا کر رہی ہوں، یہ کرکٹ دیکھنا کیسے جائز ہے، ہاکی دیکھنا کیسے جائز ہے، مردوں کا ناف سے گھٹنے تک جسم چھپانا فرض ہے، مردوں کو بھی دوسرے مرد کا اتنا حصہ دیکھنا جائز نہیں ہے تو پھر نامحرم عورتوں کو دیکھنا کیسے جائز ہو جائے گا۔

ٹیلی ویژن کے نقصانات پر میرا الاشرف رسالہ میں ایک مضمون آرہا ہے۔ گناہوں میں جس کا دل لگتا ہو، اللہ اور رسول جسے اچھے نہیں لگتے ہوں، مسجد اس کو پھاڑ کھاتی ہو، مسجد کی طرف جس کے قدم نہیں اٹھتے ہوں، مسجد سے جسے ڈر لگتا ہو اور دل کہاں لگتا ہو؟ جہاں گندگی ہو، بے پردہ عورتیں ہوں، اِس کی بیوی اُس کے ساتھ اور اُس کی بیوی اِس کے ساتھ ہو، اس کا نام ہے کلب Club جو اصل میں کلب ہے۔

کلب کے معنیٰ

عربی میں کلب کے معنی کتے کے ہیں جیسے کتے کے یہاں کوئی رشتہ نہیں ہوتا، ایک کتا جس کے ساتھ چاہے تعلق کرلے اسی طرح جانوروں کے طریقہ سے اِس کی بیوی اُس کے ساتھ اور اُس کی بیوی اِس کے ساتھ ہنس رہی ہے، اس کا نام کلب ہے۔ اب سوچ لو اس کو کہ یہ کلب کتنا سخت لفظ ہے۔ اسی طرح میں کہتا ہوں سگریٹ بھی چھوڑ دو، جس منہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنا نام لینے کے لئے بنایا ہے اس کو سگریٹ سے بدبودار مت کرو، اور یہ سگریٹ اصل میں سَگ اور ریٹ سے بنا ہے، فارسی میں سگ کتے کو کہتے ہیں اور ریٹ انگریزی میں چوہے کو کہتے ہیں۔

بچے کی آنول نال ناف میں ہونے کا راز

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں کہ جب ماں کے پیٹ میں بچہ بنتا ہے تو نو ماہ تک ماں کے حیض سے اس کا جسم بنتا ہے، بچہ کا میٹریل یعنی اجزائے ترکیبی اس کے باپ کی منی اور ماں کا حیض ہوتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ ماں کا حیض بچہ کے منہ سے داخل نہیں کرتے بلکہ اس کی ناف میں ایک نالی لگتی ہے اس کو ہندی میں آنول نال کہتے ہیں، اس رگ سے اللہ تعالیٰ اس کی ماں کا گندہ خون اس کے جسم میں داخل کرتے ہیں اور منہ کو نجاست سے بچاتے ہیں، وہ خون منہ سے داخل نہیں ہونے دیتے تو امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے منہ کو ماں کے پیٹ میں نجاست سے بچایا کہ ماں کا گندہ خون بچہ کے منہ میں نہ جائے، اس کے لیے پیٹ میں دوسری نالی لگا دی کیونکہ علمِ الٰہی میں یہ بات ہوتی ہے کہ ان میں بہت سے بندے ایمان لاکر میرا نام لیں گے تو اس منہ کو

اللہ نے گندگی سے بچایا تاکہ سبحان اللہ کہہ سکیں لیکن اللہ نے تو بچایا مگر ہم آپ اس کو نہیں بچارہے ہیں۔

سگریٹ پینے کا نقصان

دیکھو! سگریٹ سے پھیپھڑا الگ خراب ہوتا ہے، منہ الگ بدبودار ہوتا ہے، کتنی ہی الائچی وغیرہ چباؤ مگر سگریٹ کی بدبو نہیں جاتی اور سگریٹ چھوڑنے سے کوئی بیماری بھی نہیں ہوتی، اگر کوئی کہے کہ اس سے قبض ختم ہوتا ہے، تو سگریٹ چھوڑنے سے اگر کسی کا قبض ختم نہ ہورہا ہو تو اس کے لیے میرے پاس سے دوا لے جاؤ، غرض سگریٹ چھوڑنا بہت آسان، بس تھوڑی سی ہمت کرلو۔ اسی طرح تمباکو کھانا بھی چھوڑ سکتے ہیں، اس سے بھی اعصاب کو نقصان پہنچتا ہے۔ میں نے پان میں بیس سال تمباکو کھایا ہے اور میں نے کعبے کے اندر جب حج کے لئے حاضری ہوئی تو میں نے سوچا میں پان تھوکنے جاؤں کعبے سے نکل کر لہٰذا اس کو چھوڑا جو کچھ تھا حد یہ دے دیا لٹا دیا خیرات کردیا۔ لے گئے تھے بھر کے۔ بٹوہ اصل میں بٹوا ہے بہت لذیذ ہوتا ہے پان کھانے والوں کو اس میں تمباکو چھالیہ ہوتا ہے سب خیرات کردیا، آج تک الحمدللہ کچھ بھی نہیں، یاد بھی نہیں آتا، ہمت کرنے سے کتنے ہی سنگین گناہ کی عادت ہو، چھوٹ جاتی ہے، انسان کو اللہ نے یہ ہمت دی ہے مگر وہ ہمت ملتی ہے تین طرح سے، خود استعمال کرے اپنی ہمت کو، اللہ تعالیٰ سے ہمت کی درخواست کرے، خاصان خدا سے ہمت کی دعا کرائے، یہ کمالات اشرفیہ میں دیکھ لو، خود ہمت کرے، ہمت کے لئے اللہ تعالیٰ سے دو دو رکعات پڑھ کر درخواست کرے گناہ چھوڑنے کی، یا اللہ! ہمت دے اور اللہ کے خاص بندوں سے دعا کی درخواست کرے، آپ میرے لیے دعا کیجئے چونکہ حدیث میں آتا ہے کہ دوسرے کی دعا دوسرے کو زیادہ لگتی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب عرض کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ! مجھے ایسی زبان سے یاد کرو جس میں کبھی کوئی خطا نہ ہوئی ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ بے قصور زبان کہاں سے لائیں۔ فرمایا دوسروں کی زبان سے مجھ سے دعائیں مانگو لہٰذا دوسروں کی دعا تیز لگتی ہے۔

تو میرے دوستو یہ چیز عرض کر رہا ہوں جو دل گناہوں سے مانوس ہے، یہ چمگادڑ ہے ظلمت پرست ہے اور حقائق سے محروم ہے اور شیطان نے اس پر جادو کر دیا ہے۔ شیطان نے جادو کر دیا اس لئے اپنی بیوی کو پر کٹی کرنا چاہتا ہے، اس کے بال کٹوا کر اس کو پٹہ رکھوانا چاہتا ہے، بیوی کا برقع اتار کر پھینکنا چاہتا ہے آج کل ٹیلی ویژن اور سینما، گھروں میں آ گیا، بے ہودہ فلمیں آ رہی ہیں، اللہ تعالیٰ پناہ میں رکھے، آج ہمارے گھر میں آگ لگ گئی، ہندوستان کی بے ہودہ فلمیں، لندن کی بے ہودہ فلمیں ویڈیو سے آ رہی ہیں اور ابا جان بیٹھے ہیں، بیٹے بھی ہیں، بیٹیاں بھی۔ سوچو آپ اور اس کا نتیجہ کیا ہو رہا ہے۔ زنا و بدکاری اخلاقی خرابیاں صحت کی خرابی۔ بس اللہ تعالیٰ ان خرافات، بے ہودگیوں اور بے شرمیوں سے ہم سب کو اپنی پناہ میں رکھے۔ آمین

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَآ
اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى
خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ
بِرَحْمَتِكَ يَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ